

۲۴ جُمادَی الاُخرٰی ۱۴۴۶ھ / 27 دسمبر 2024ء

نیا سال آیا ہے

رب کو مناؤ!

(نئے شمسی سال کے آغاز پر اُسوۂ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے حاصل شدہ چند اُمور)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account

Jamia Nizamia Rizvia Like our Page

Jamia Nizamia Rizvia Like our Page

YouTube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَأَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

ثُمَّ لَتُسۡئَلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِیۡمِ۔ [التکاثر102:8]

ذاتی معاملہ ہو یا قومی... کاروباری قضیہ ہو یا تعلیمی... داخلی امر ہو یا خارجی... بہر حال کامیابی کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وقتاً فوقتاً کارکردگی کا جائزہ لیا جائے، ماہرین سے راہ نمائی لیتے ہوئے سابقہ کوتاہیوں کا اِزالہ کر کے آئندہ کے لیے اہداف طے کیے جائیں اور ترقّی کے راستے میں حائل رُکاوٹوں کو دُور کیا جائے۔

مختلف تنظیمات اور ادارے اپنا اپنا سال مکمل ہونے پر اپنے معاملات کی جانچ پڑتال (Audit / آڈِٹ) کرتے ہیں۔ دینی مدارس کا تعلیمی سال شعبان المعظّم میں پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے، وہ اِس موقع پر اپنے سالانہ اُمور کا جائزہ لیتے ہیں... بینک اپنے مالی سال کی تکمیل پر اپنے حسابات کی دیکھ بھال کرتے ہیں... اور بہت سے ادارے دسمبر میں اپنا بیوپار دیکھتے ہیں۔

مسلمانوں کو اپنے معاملات قمری سال کے اعتبار سے طے کرنے چاہییں، جس کا آغاز محرّم الحرام سے ہوتا ہے... تاہم دُنیاوی اُمور کو شمسی سال کے حساب سے انجام دینا بھی ممنوع نہیں ہے اور ہمارے دَور میں زیادہ تر اِسی سال کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔

شمسی سال 2024ء کے اختتام میں چار دن باقی ہیں، چنانچہ اِس موقع پر ہمیں اپنے گزشتہ سال کے معاملات کا جائزہ لینا چاہیے اور کوتاہیوں کا اِزالہ کرتے ہوئے کامیاب لوگوں کی راہ نمائی سے یہ طے کرنا چاہیے کہ منزل تک رسائی کے لیے آئندہ کیا کرنا ہوگا!

راہ نمائی کس سے لینی چاہیے؟ ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنے شعبے کے ماہرین سے رائے لیتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے ادارے بھاری تنخواہیں ادا کر کے ایسی شخصیات کی خدمات حاصل کرتے ہیں جن کا کام صرف مشورہ دینا ہوتا ہے اور اُن کی خوبی فقط یہ ہوتی ہے کہ وہ اُس شعبے میں مہارت و وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوبِ مکرّم ﷺ کو راضی کرنے اور دُنیا و آخرت میں کامیابی پانے کے لیے ہمیں اُن ہستیوں کی پیروی کرنی ہوگی جنھوں نے رِضائے الٰہی اور خُوشنودیٔ مصطفیٰ کریم ﷺ کی سعادت بھی پائی اور دُنیا و آخرت کی کامیابی نے بھی اُن کے قدم چومے... عمومی طور پر تمام صحابہ و اہلِ بیت علیہم الرضوان اِس خوبی سے متصف ہیں، وہ ہدایت کے ستارے ہیں اور اُمّت کے بہترین راہ نما ہیں... پھر اُن میں خصوصیت کے ساتھ یارِ غار و مزار خلیفۂ اوّل بلا فصل افضل البشر بعد الانبیا سیدنا ابو بکر صدیق اور خلیفۂ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پیروی کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے۔[1]

سالِ نَو کی آمد پر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اِس سے متعلق خطبہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیّبہ سے راہ نمائی لی جائے گی۔

---

[1] عَنۡ حُذَیۡفَۃَ قَالَ: کُنَّا جُلُوۡسًا عِنۡدَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: إِنِّیۡ لَا أَدۡرِیۡ مَا بَقَائِیۡ فِیۡکُمۡ، فَاقۡتَدُوۡا بِاللَّذَیۡنِ مِنۡ بَعۡدِیۡ وَأَشَارَ إِلٰی أَبِیۡ بَکۡرٍ وَّعُمَرَ۔ (الجامع للترمذی، رقم الحدیث: 3663۔ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 97)

وقت اور مال کا صحیح استعمال

ربّ تعالیٰ کے احسانات اِس قدر ہیں کہ اگر انسان اُنھیں شمار کرنا چاہے تو اُس کی گنتی ختم ہو جائے گی، مگر ربِّ کریم کے انعامات کو شمار نہیں کر پائے گا۔

دینِ متین سکھاتا ہے کہ خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ کی نعمتوں کی قدر کرتے ہوئے اُن کا صحیح استعمال کرنا چاہیے؛ روزِ قیامت پوچھا جائے گا کہ نعمتوں کا شکر ادا کیا تھا یا نہیں؟ اُنھیں کن ذرائع سے حاصل کیا تھا اور کیسا استعمال کیا؟ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ۔ ”پھر بے شک ضرور اُس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔“ [التکاثر 8:102]

”وقت“ اور ”مال“ اللہ تعالیٰ کی خاص نعمتیں ہیں، اِن کے صحیح استعمال کی زیادہ تاکید ہے اور قیامت کے دن اِن کے حوالے سے خصوصی طور پر سوال ہو گا۔[1]

شمسی سال 2024ء کے اختتام پر ہمیں اپنے وقت کا حساب کرنا چاہیے کہ ہمارا یہ سال کن کاموں میں گزرا ہے؟ اگر مُحاسبہ سے معلوم ہو کہ اِس سال میں نیکیوں کا بڑا ذخیرہ جمع کیا ہے اور رِضائے الٰہی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے تو اِس توفیق پر ربِّ کریم کا شکر ادا کرنا چاہیے... لیکن اگر صورتِ حال اِس کے برعکس ہو تو فوراً اپنی اِصلاح کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے؛ کیونکہ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا، جس طرح 2024ء ضائع ہو گیا اور پتا بھی نہیں چلا، ایسے ہی خدانخواستہ خود کو نہ سنوار پائے تو 2025ء بھی برباد ہو جائے گا اور قیامت کو اُس کے حساب کے وقت سخت شرمندگی کا سامنا ہو گا۔

یوں ہی مال کے حوالے سے بھی اپنا مُحاسبہ کرنا چاہیے کہ 2024ء میں ہم نے کن ذرائع سے مال کمایا اور کن کاموں میں خرچ کیا؟ اگر کمائی حرام تھی یا ایسے کاموں میں خرچ کیا جن سے شریعت نے منع فرمایا ہے تو سمجھ لیجیے کہ ہمارا مال ہماری تباہی کا ذریعہ بن رہا ہے... چنانچہ فوری طور پر گزشتہ سے توبہ کرتے ہوئے آمدن اور خرچ دونوں کو شریعت کے تابع کیجیے؛ تاکہ ذلت و رسوائی سے بچ سکیں۔

نیو ائیر نائٹ کے نام پر اپنا مال فحاشی اور دیگر غیر شرعی کاموں میں خرچ کرنے کا مطلب ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو اُس کی نافرمانی میں استعمال کر رہے ہیں، جو نعمت سے محرومی کے ساتھ ساتھ عذاب کا بھی سبب ہے۔

وقت کا استعمال اور اُسوۂ صدیق: وقت کے صحیح استعمال کے حوالے سے بھی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیّبہ قابلِ رشک ہے۔ قبولِ اسلام سے وصالِ پُر ملال تک اُن کے شب و روز کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اُن کے وقت کا ایک

---

[1] عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهٖ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ؛ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَ أَفْنَاهُ، وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَ أَبْلَاهُ، وَمَالِهٖ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَ أَنْفَقَهٗ، وَمَاذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ۔ (الترمذی، رقم: 2416)

بڑا حصہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر رہ کر گزرا، کچھ بارگاہِ عالی میں حاضری کے انتظار اور اُس کی تیاری میں صَرف ہوا، جب کہ وصالِ نبوی کے بعد اُن کا ایک ایک لمحہ اُمّت کی کشتی کو سنبھالنے میں بیتا، حتّٰی کہ قیامت تک کے لیے پہلوئے اقدس میں پہنچ گئے۔

مال کا استعمال اور اُسوۂ صدیق: دَولت کو استعمال کرنے کا سلیقہ بھی کوئی سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھے! آپ قریش کے مال دار ترین افراد میں سے تھے، قبولِ اسلام کے وقت چالیس ہزار دینار (سونے کے سکوں) کے مالک تھے،[1] آپ نے وہ تمام اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لیے رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر نچھاوَر کر دیے۔

خوش نصیبی کی انتہا کہ سرکارِ دو عالَم ﷺ نے بھی مال خرچ کرنے پر آپ کی تعریف فرمائی اور خود ربِّ ذوالجلال جلّ مجدہٗ نے بھی عزت افزائی کے ساتھ ساتھ انعام واکرام اور رِضائے ابدی کا وعدہ فرمایا۔

فرمانِ نبوی: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دوجہاں ﷺ نے فرمایا: مَا نَفَعَنِيْ مَالٌ قَطُّ، مَا نَفَعَنِيْ مَالُ أَبِيْ بَكْرٍ۔ ”مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابو بکر کے مال نے نفع دیا ہے۔“ یہ سن کر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور آپ نے ادب و محبت اور عاجزی وانکساری میں ڈُوبا ایسا حسین جملہ عرض کیا جو قیامت تک ایمان کو تازہ کرتا رہے گا، کہا: هَلْ أَنَا وَمَالِيْ إِلَّا لَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! یارسول اللہ، صلّی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم! (”ابو بکر کا مال“ نہ فرمایئے!) مَیں بھی آپ کا ہوں اور میرا مال بھی آپ ہی کا ہے۔ (سننِ ابن ماجہ، حدیث:94)

ارشادِ ربّانی: خالقِ کائنات نے سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت افزائی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:[2]

- وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى۔ ”اور عن قریب سب سے بڑے پرہیز گار کو اُس جہنم سے دُور رکھا جائے گا۔“
- اَلَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى۔ ”جو اپنا مال دیتا ہے؛ تاکہ اُسے پاکیزگی ملے۔“
- وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى o اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى۔ ”اور اُس پر کسی کا کوئی احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے، (وہ) صرف اپنے ربِّ اعلیٰ کی رضا چاہتا (ہے)۔“
- وَلَسَوْفَ يَرْضٰى۔ ”اور یقیناً عن قریب وہ راضی ہو گا۔“ [الّیل 92:17 تا 21] (اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو گا اور اُنھیں اتنا انعام عطا فرمائے گا کہ وہ بھی اپنے مالک کے انعام پر خوش ہوں گے)

کاش! صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے صدقے میں ہمیں بھی یہ توفیق عطا ہو کہ ہمارا وقت اور مال رضائے اِلٰہی کے کاموں میں صرف ہوں۔

---

[1] أَسْلَمَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ يَوْمَ أَسْلَمَ وَلَهٗ أَرْبَعُوْنَ أَلْفَ دِيْنَارٍ۔ (تاریخ مدینۃ دمشق، ج:30، ص:66)

[2] اِن آیاتِ کریمہ میں اگرچہ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا نام نہیں ہے، مگر مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیات آپ سے متعلق ہی نازل ہوئیں۔

نیکیوں کی کثرت اور بھلائی میں سبقت

نئے سال کی آمد پر اِس حوالے سے غور کرنا بھی ضروری ہے کہ نیکیوں کی کثرت اور بھلائی کے کاموں میں سبقت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اُخروی درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے۔ قیامت کے روز جب نیکوکاروں کو انعامات واعزازات سے نوازا جائے گا تب معلوم ہو گا کہ نیکیوں کی قدر کیا ہے!

عمر بھر اطاعت کرنے والے کی تمنا: سیدنا محمد بن ابو عَمِیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جانِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَوْ أَنَّ عَبْدًا خَرَّ عَلَى وَجْهِهِ مِنْ يَوْمِ وُلِدَ إِلَى أَنْ يَمُوتَ هَرَمًا فِي طَاعَةِ اللهِ لَحَقَّرَهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَوَدَّ أَنَّهُ رُدَّ إِلَى الدُّنْيَا؛ كَيْمَا يَزْدَادَ مِنَ الْأَجْرِ وَالثَّوَابِ۔ یعنی "اگر انسان پیدا ہوتے ہی چہرے کے بل گرے (سجدے میں سَر رکھے، پھر پوری زندگی ربّ تعالیٰ کی فرماں برداری میں گزارے) اور اِطاعت میں بوڑھا ہو کر وفات پائے تو بھی قیامت کے دن وہ (اجر وثواب کو دیکھ کر) اپنے عمل کو حقیر و قلیل سمجھے گا اور تمنّا کرے گا کہ اُسے دُنیا میں جانے کی اجازت دی جائے؛ تاکہ وہ مزید اجر وثواب حاصل کر سکے۔"

(مسند احمد، حدیث:17650، اِسنادہ صحیح)

دُعائے نبوی: نبیِ کریم ﷺ بارگاہِ ربّ العزت میں کئی ایسی دُعائیں بھی فرماتے جن سے تربیت مقصود ہوتی کہ اُمّت کو خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ سے کیا مانگنا چاہیے! اور زندگی میں بہتری کیسے لانی چاہیے! ایسی ہی ایک حسین دُعا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے، حضور ﷺ اپنے ربِّ کریم سے التجا کرتے:

- اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ! یعنی "اِلٰہی! میرے دین کی اصلاح فرمادے، جو میرے ہر کام کی حفاظت ہے... خداوندا! میری دُنیا درست فرمادے، جس میں میری زندگی ہے... اور میرے مالک! میری آخرت سنوار دے، جہاں مجھے لَوٹنا ہے!"
- وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ![1] یعنی "یاربّ العالمین! اور میری زندگی کو ہر بھلائی میں اضافہ کا ذریعہ بنادے (میری زندگی تیرے پسندیدہ کاموں میں گزرے اور فرماں برداری میں اضافہ کا ذریعہ بنے)!"
- وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ! یعنی "یارحم الراحمین! موت کو میرے لیے ہر تکلیف سے راحت کا سبب بنادے (میرا خاتمہ بالخیر ہو؛ تاکہ دُنیا کی مشقّتوں سے جان چھوٹ جائے اور آخرت کی راحتیں نصیب ہوں)!" (صحیح مسلم، حدیث:2720)

کاش! اِس دُعا سے تربیت لیتے ہوئے ہمارے دل میں بھی شوق پیدا ہو جائے کہ اگلا سال نیکیوں میں اضافے کا سال ہو گا!

---

[1] اِجْعَلْ حَيَاتِيْ سَبَبَ زِيَادَةِ طَاعَتِيْ۔ يَعْنِيْ: اِجْعَلْ عُمُرِيْ مَصْرُوْفًا فِيْمَا تُحِبُّ وَجَنِّبْنِيْ مِمَّا تَكْرَهُ۔ (المفاتیح فی شرح المصابیح، الحدیث:1789)

اُسوۂ صدیق: نیکیوں کی کثرت اور بھلائی کے کاموں میں سبقت (دوسروں سے آگے) نکلنے کا جذبہ بھی حضرت یارِ غار و مزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھنا چاہیے!

حضرت سلیمان بن یسار علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ حبانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: خِصَالُ الْخَيْرِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ خَصْلَةً، إِذَا أَرَادَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِعَبْدٍ خَيْرًا جَعَلَ فِيْهِ خَصْلَةً مِّنْهَا يُدْخِلُهُ بِهَا الْجَنَّةَ۔ ”بھلائی کے 360 اوصاف ہیں، اللہ تعالیٰ جسے نوازنا چاہے اُسے اِن میں سے ایک وصف عطا کر کے اُس کے ذریعے جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔“ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَفِيَّ مِنْهَا شَيْءٌ؟ یارسول اللہ! اِن میں سے کوئی وصف مجھ میں بھی پایا جاتا ہے؟ نبیِ مکرم ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ، جَمْعَاءُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ۔ (مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا، رقم:29) وفی روایۃ: وَهَنِيْئًا لَّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ۔ (تاریخ دمشق، ج:30، ص:104) یعنی ”جی ہاں اے ابو بکر! تمہیں مبارک ہو، تمہارے اندر بھلائی کے تمام اوصاف پائے جاتے ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیوں کے سرور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِّنَ الْأَشْيَاءِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ - يَعْنِي الْجَنَّةَ - يَا عَبْدَ اللهِ! هٰذَا خَيْرٌ۔ یعنی ”جو اللہ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے اُسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا: اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ تیرے لیے بہتر ہے۔“ مزید فرمایا:

- فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ۔ ”نمازی کو نماز والے دروازے سے پکارا جائے گا۔“
- وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ۔ ”مُجاہد کو باب الجہاد سے آواز دی جائے گی۔“
- وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ۔ ”صدقات و خیرات کرنے والے کو باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔“
- وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ، وَبَابِ الرَّيَّانِ۔ ”اور روزہ دار کو باب الریّان سے ندا ہو گی۔“

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اِس کی ضرورت تو نہیں کہ کسی کو تمام دروازوں سے پکارا جائے، (داخلہ ایک دروازے سے بھی ہو سکتا ہے) لیکن کیا کوئی ایسا خوش نصیب بھی ہے جسے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ، وَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ۔ ”جی ہاں! اور اے ابو بکر! یقیناً تم ان ہی لوگوں میں سے ہو۔“ (صحیح بخاری، حدیث:3666)

کتنے افسوس کی بات ہے کہ انسان تجارت، تعلیم، رہائش، نوکری اور بچوں کے حوالے سے تو اگلے سال کے لیے منصوبے بناتا ہے، مگر دینی ترقّی کے لیے پلاننگ نہیں کرتا! یہ فکر تو ہے کہ اگلے سال کاروبار کیسے ہو گا، مگر یہ پرواہ نہیں کہ میرے دامن میں ایسے اعمال ہوں کہ مجھے بھی جنت کے کسی دروازے سے پکارا جائے! سال 2024ء ختم ہونے کا مطلب ہے کہ ہماری زندگی کا ایک سال مزید کم ہو گیا ہے... پہلے اگر ہماری موت کو مثلاً دس سال باقی تھے تو اب نو سال رہ گئے ہیں... اب بھی نیکیوں میں کثرت کے لیے منصوبہ بندی نہ کرنے کا مطلب ہے کہ ہم اپنی زندگی کے باقی ماندہ چند سالوں کے لیے کوشش کر رہے ہیں، مگر لاتعداد سالوں کی فکر ہی نہیں!

اتباعِ قرآن و سنت

کلمۂ طیّبہ پڑھنے کے بعد مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنی مَن مانی کرے، رسم ورِواج اور دیگر معاملات میں اِس بات کی فکر ہی نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیبِ لبیب ﷺ نے کیا حکم فرمایا ہے، بس جو دل میں آئے یا جس میں ظاہری مفاد ہو یا جو کچھ لوگوں کو کرتا دیکھے ویسا ہی کرنے لگ جائے۔ یہ رویّہ رکھنے والا بندہ نام کا مسلمان تو ہے، مگر اُس کا طریقہ مسلمانوں والا نہیں... حقیقت میں مسلمانی یہ ہے کہ بندے کا ہر عمل قرآن و سنت کے تابع ہو اور وہ وہی کچھ کرے جس کا اُس کے مالکِ کریم جلّ جلالہٗ نے حکم فرمایا ہے اور اُس کے نبیِ کریم ﷺ نے تربیت عطا فرمائی ہے۔

اُسوۂ صدیق: قرآن و سنت پر عمل کے حوالے سے سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا جذبہ قیامت تک کے لیے مَنارۂ نور ہے۔

دَورِ صدیقی میں شام، روم اور اُردن کی فتوحات کا آغاز ہو چکا تھا۔ اُس دَور میں بڑی ریاستوں کا رواج تھا کہ جب کوئی علاقہ فتح ہوتا تو وہاں کے سردار کو قتل کر کے اُس کا سَر کاٹ کر دار الحکومت میں بادشاہ کے پاس بھیج دیا جاتا۔ چنانچہ شام کے کچھ علاقے فتح ہوئے تو وہاں کے بڑے مذہبی لیڈر کا سَر کاٹ کر خلیفۃ الرسول سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ آپ نے اِس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا تو عرض کی گئی: يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَإِنَّهُمْ يَصْنَعُوْنَ ذٰلِكَ۔ یعنی اے سرکارِ دو جہاں ﷺ کے خلیفۂ مکرّم! یہ وہاں کا رواج ہے، وہ لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہ سُن کر آپ نے بہت خوب صورت تاریخی جملہ ارشاد فرمایا، جس میں ڈانٹ کا پہلو بھی تھا: أَفَاسْتِنَانٌ بِفَارِسَ وَالرُّوْمِ؟ یعنی کیا ہم فارس اور رُوم (غیر مسلموں) کی نقّالی شروع کر دیں؟ اُن کے تہذیب و تمدّن کو اختیار کر لیں؟ پھر آپ نے قیامت تک کے لیے لائحۂ عمل دیتے ہوئے فرمایا: لَا يُحْمَلُ إِلَيَّ رَأْسٌ، فَإِنَّمَا يَكْفِي الْكِتَابُ وَالْخَبَرُ۔ یعنی آئندہ کسی کا سر کاٹ کر میرے پاس نہ لایا جائے۔ ہم کفار کے رسم ورِواج کو جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں، ہمارے لیے ربّ تعالیٰ کا قرآن اور رحمتِ عالم ﷺ کا فرمان ہی کافی ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، رقم: 18351۔ قال ابن کثیر إسنادہ صحیح، کنز العمال: 11728۔ سنن سعید بن منصور، رقم: 2649)

لمحۂ فکریہ: سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِس خوب صورت ارشاد کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اپنی صورتِ حال پر غور کریں تو سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ باقی باتوں کو چھوڑ کر سالِ گزشتہ کے اختتام اور سالِ نَو کے آغاز ہی کو لیجیے! جو کچھ عمومی طور پر کیا جاتا ہے، کیا قرآن و سنت اور اسلامی تہذیب میں اِس کی گنجائش ہے؟

- کیا کرسمس پر کیک کاٹنا اور مبارک باد دینا اسلامی تعلیمات سے ہے؟ ہرگز نہیں! یہ خالصۃً عیسائیوں کا مذہبی تہوار ہے، جس کا اسلام سے دُور کا بھی تعلق نہیں، مگر ریاست کے سرکردہ افراد اِس میں ایسے شریک ہوتے ہیں جیسے معاذ اللہ یہ کوئی ثواب کا کام ہو!

- نیو ائیر نائٹ کے حوالے سے جو طوفانِ بد تمیزی بپا ہوتا ہے، کیا یہ اسلامی تہذیب ہے؟ ہر گز نہیں! موسیقی، شراب نوشی، ناچ گانا، آتش بازی اور ہوائی فائرنگ... اِن سب کاموں سے تو شریعتِ مطہرہ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔
- وَن ویلنگ اور موٹر سائیکلوں / گاڑیوں کے سلنسر نکال کر لوگوں کو تکلیف دینا، کیا یہ اسلامی مزاج ہے؟ بالکل نہیں! قرآنِ حکیم نے مسلمانوں کو بلاوجہ تکلیف دینا ایک بڑا گناہ قرار دیا ہے۔[1]

اگر یہ پوچھا جائے کہ آپ یہ سب کچھ کیوں کرتے ہیں؟ تو اِس کا جواب فقط یہی ہو گا کہ دُنیا ایسا کر رہی ہے۔ سیدنا ابو سعید سعد خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جانِ رحمت ﷺ نے (قیامت کے قریب پیدا ہونے والی صورتِ حال سے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اور اُس سے منع کرتے ہوئے) فرمایا: لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ[2] مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ۔ یعنی "مسلمانو! تم ضرور بالضرور (شرعی احکام کی خلاف ورزی میں) مکمل طور پر اپنے سے پہلے لوگوں کے راستے پر چل پڑو گے، حتّٰی کہ اگر وہ گوہ (چھپکلی نما بڑا جانور / Iguana) کے سوراخ میں گُھس جائیں (بالکل بے فائدہ، بلکہ نقصان دہ کام کریں) تو تم بھی اُن کے پیچھے چلو گے۔" صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى؟ یعنی یا رسول اللہ! کیا مسلمان یہود و نصارٰی کے پیچھے چل پڑیں گے؟ فرمایا: فَمَنْ؟ یعنی "اور کس کی بات کر رہا ہوں؟ (یہود و نصارٰی کی ہی بات کر رہا ہوں، مسلمان اندھا دھند اُن کی پیروی کرنے لگیں گے)۔" (صحیح بخاری، حدیث: 7320۔ صحیح مسلم، حدیث: 2669)

ہمیں چاہیے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اِس حسین جملے سے راہ نمائی لیں: فَإِنَّمَا يَكْفِي الْكِتَابُ وَالْخَبَرُ۔ یعنی ہم کفار کے رسم و رواج کو جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں، ہمارے لیے ربِّ رحیم کا قرآن اور مصطفٰی کریم کا فرمان کافی ہے۔

مثالی اِطاعت: حضرت یارِ غار و مزار رضی اللہ عنہ اپنے ہر چھوٹے بڑے عمل میں سرکارِ دو جہاں ﷺ کے حکم کو پیشِ نظر رکھتے۔ حضرت ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: بعض اوقات سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لگام گر جاتی تو آپ اونٹنی کو بٹھا کر خود لگام اُٹھاتے۔ عرض کی جاتی: آپ نے ہمیں کیوں نہیں حکم دیا کہ ہم پکڑا دیتے؟ فرماتے: إِنَّ حِبِّيْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَمَرَنِيْ أَنْ لَّا أَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا۔ یقیناً میرے محبوب، سرورِ عالَم ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا کہ مَیں لوگوں سے کچھ نہ مانگوں۔ (مسند احمد، رقم: 65، حسن لغیرہٖ)

لوگوں سے سوال کرنے کی ممانعت کا مطلب یہ تھا کہ شدید مجبوری کے بغیر لوگوں سے مال / چیزیں نہ مانگی جائیں، مگر سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جذبۂ اطاعت ایسا بے مثال تھا کہ لوگوں سے کسی شے کا بھی سوال نہ فرماتے، حتّٰی کہ لگام گرنے پر بھی خود سواری سے اُتر کر اُسے اُٹھاتے؛ صرف اِس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے سوال کرنے سے منع فرمایا تھا۔

---

[1] الاحزاب 58:33

[2] بِفَتْحِ السِّيْنِ بِمَعْنَى الطَّرِيْقِ۔ (ارشاد الساری) ويجوز بِضَمِّ السِّيْنِ جَمْعُ سُنَّةٍ۔ (مرقاۃ المفاتیح)

حرفِ آخر... سالِ نَو کی آمد پر کرنے کے کام

کام نیا ہو، مگر شریعت کے اُصولوں کے مطابق ہو تو وہ اچھا ہوتا ہے... جب کہ شرعی تقاضوں کی پاس داری نہ کی جائے تو وہ کام بُرا ہو جاتا ہے اور ایسے ہی کاموں کو "بدعت" قرار دے کر سرکارِ دوعالَم ﷺ نے اُن کی مذمت فرمائی ہے۔

نئے سال کی آمد پر دُنیا بھر میں خوشی کا اِظہار کیا جاتا ہے اور مختلف تقریبات کا انعقاد ہوتا ہے۔ یہ سب اگر شریعت کے دائرے میں ہو تو اچھی چیز ہے اور دینی تقاضوں کے برعکس ہو تو ہرگز اِس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

آج کے خطبہ میں نئے شمسی سال کی مناسبت سے اُسوۂ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روشنی میں چند باتوں کا تذکرہ کیا گیا۔

چند اہم نکات یہ ہیں:

1) شریعتِ مطہرہ نے اکثر دینی احکام کی بنیاد چاند کے حساب پر رکھی ہے۔ حج، زکوٰۃ، روزے، خواتین کی عدت وغیرہ... سبھی احکام کو قمری تقویم کے مطابق پورا کرنا لازم ہے۔ دُنیاوی معمولات کا نظام الاوقات (Schedule) شمسی حساب کے مطابق بنانا گناہ نہیں، البتہ قمری حساب کو ترجیح دینی چاہیے۔

2) وقت اور مال... دونوں اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمتیں ہیں، اِن کے بارے میں قیامت کے دن خصوصی طور پر پوچھا جائے گا؛ لہٰذا اِنھیں ربِّ کریم کی فرماں برداری میں ہی استعمال کرنا چاہیے۔ اگر ہم اپنا وقت یا مال فضول اور غیر شرعی کاموں میں ضائع کریں تو روزِ قیامت سخت شرمندگی ہو سکتی ہے۔

3) دُنیا بھر میں سال کے اختتام پر اداروں وغیرہ کی کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا ہے؛ تاکہ کوتاہیوں کو دُور کر کے ترقّی کا سفر مزید تیزی سے طے کیا جاسکے۔ ہمیں چاہیے کہ سال کے اختتام پر اپنے ماضی، خصوصاً گزشتہ سال کے کاموں کا جائزہ لیں! اگر شریعت پر عمل میں کوتاہی ہے اور گناہوں میں مبتلا ہیں تو فوری طور پر توبہ کرتے ہوئے خود کو سنوارنے کی کوشش کریں۔

4) ربّ تعالیٰ اپنے کرم سے معمولی عمل پر اتنا انعام عطا فرماتا ہے کہ انسان اُس کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔ نئے سال کی آمد پر پختہ ذہن بنانا چاہیے کہ اِس میں خوب بڑھ چڑھ کر نیکیاں کریں گے اور بھلائی کے کاموں میں دوسروں سے آگے نکلنے کی کوشش کریں گے۔

5) مسلمان کا ہر عمل شریعت کے مطابق ہونا چاہیے۔ ہمیں یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ دُنیا کیا کر رہی ہے، بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ دین ہمیں کیا سکھاتا ہے۔ قرآن و سنت کے برعکس غیر مسلموں کی تہذیب اور اُن کے رسم و رِواج کو اختیار کرنا بڑی نالائقی اور سخت محرومی ہے۔

6) کرسمس عیسائیوں کا مذہبی تہوار ہے، مسلمانوں کو کسی بھی طرح سے اِس میں شرکت ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔

7) فحاشی و عُریانی، شراب نوشی و بدنگاہی اور مسلمانوں کو تکلیف دینا سبھی حرام کام ہیں، نیو ائیر نائٹ ہو یا کوئی اور موقع... مسلمانوں کو اِن کاموں سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے۔

مولانا علی رضا فخری (فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ) نے مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان کی فرمائش پر خوب کہا:

یکم جنوری کو مبارک بناؤ! نیا سال آیا ہے رب کو مناؤ!
چلو نیک کاموں سے قسمت جگاؤ! نیا سال آیا ہے رب کو مناؤ!

نہ لَوٹے گی بیتی ہوئی کوئی ساعت، ابھی تک نہ جاگے تو ہوگی ندامت
نگاہوں سے غفلت کے پردے ہٹاؤ! نیا سال آیا ہے رب کو مناؤ!

مِلا ہے جو موقع سَنور لو سُدھر لو! گناہوں سے توبہ کا تم عہد کر لو!
بدی میں کبھی نہ کچھ اپنا گنواؤ! نیا سال آیا ہے رب کو مناؤ!

مسلمان ہو تم بنو بھائی بھائی! سلامت رہو گے کرو نہ لڑائی
دلوں سے تم اپنے کدورت مٹاؤ! نیا سال آیا ہے رب کو مناؤ!

سدا کیجیے سب اِطاعت نبی کی! اِسی میں چھپی ہے ترقّی سبھی کی
حُدودِ شریعت کبھی نہ بُھلاؤ! نیا سال آیا ہے رب کو مناؤ!

ابو بکر کی تم جو سیرت پڑھو گے، بھلائی میں اک دوسرے سے بڑھو گے
اُٹھو سب کو فخریؔ سبق یہ سناؤ! نیا سال آیا ہے رب کو مناؤ!

شرعی مسئلہ: سردی کی وجہ سے پاک دستانے (Gloves) پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے؛ کیونکہ نماز میں ہاتھ ننگے رکھنا ضروری نہیں، البتہ اگر سردی وغیرہ عذر نہ ہو تو مرد کے لیے نماز میں ہاتھ ننگے رکھنا بہتر ہے اور عورتوں کے لیے عمومی حالات میں بھی ہاتھ چھپا کر نماز ادا کرنا افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ افضل البشر بعد الانبیا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے میں نئے شمسی سال کو پوری اُمّت مسلمہ کے حق میں خیر و برکت کا ذریعہ بنائے! اور ہمیں اپنا محاسبہ کرتے ہوئے خود کو سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے!

خالقِ کائنات تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب و آلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید و نصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے، اسرائیلی درندوں کو اتحادیوں سمیت تباہ و برباد فرمائے اور اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزّہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق عطا کرے!

مالکِ کریم دینی مدارس کی رونقیں تا صبحِ قیامت باقی رکھے، پاکستان کو ہر طرح کے مصائب سے محفوظ رکھے اور حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے! **آمین بجاہ النبیِّ الکریم** ﷺ!